

وہابی دیوبندی مولوی کس طرح اپنی کم فہم عوام کو الو بناتے ہیں

وہابی مولوی حماد دیوبندی کا

Part 1

تعلق

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء کہنے سے مراد کیا ہے؟

تحریر

احمد رضا سلطانپوری فائوری رضوی

nusratulhaq92@gmail.com

Presented by
Mughal

www.islamimehfil.com

www.deobandimazhab.com

یا رسول اللہ ﷺ

یا اللہ عزوجل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء کہنے سے مراد کیا ہے؟﴾

وہابی دیوبندی مولوی حماد کا تعاقب

اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ”إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رِكَعُونَ“ تمہارے ولی نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں (پارہ ۶ المائدہ ۵۵)۔

آیت مطلق ہے اور قرآن کی مطلق آیت کو خبر واحد سے بھی مقید نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا یہاں کوئی وہابی دیوبندی اپنے خیالاتِ فاسدہ (لغوی مراد جیسے معنی) سے اس کو مقید بھی نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی کارسازی بالاصالت ہے اور رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاہد ہے لہذا رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کی مشکل کشائی، کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ اللہ ہی کارسازی و مشکل کشائی ہے۔

دیوبندی پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک ﷺ سے امداد طلب کی اور اس طرح فریاد کی کہ

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے

آپ کی امداد ہو یا نبی ﷺ حال بتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل

اے مرے مشکل کشاء فریاد ہے

(کلیات امدادیہ 91)

☆..... ﴿اہل علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز، حاجت روا، مشکل کشاء، فریاد درس، حامی و ناصریہ الفاظ بظاہر اگرچہ مختلف ہیں لیکن ان کا مفہوم ایک ہی ہے۔ لفظ ”ولی“ کا معنی بھی لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے ”الولی“ یعنی ولی کا معنی محبت رکھنے والا، دوست، مددگار (قاموس جلد ۴ ص ۴۰۴۔ موضح القرآن صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۷)۔

☆..... ﴿امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”لم لا يجوز ان يكون المراد من لفظ الولی فی هذا الاية الناصر و المحب“ یعنی آیت کریمہ میں ولی سے مراد ”الناصر اور المحب ہے“۔ (تفسیر کبیر جز ۱۲ ص ۲۷) اور مزید فرمایا کہ ”لا شک انه خطاب مع الامة“ یہ خطاب ساری امت کو ہے (تفسیر کبیر جز ۱۲ ص ۲۹)۔

☆..... ﴿علماء دیوبند کی مشہور تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے مختلف محدثین و علماء امت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”ولی اور مولیٰ یہ دونوں اللہ کے نام میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مددگار کے ہیں“ (فضائل اعمال باب فضائل درود شریف ۷۴۳)۔

☆..... ﴿مفسر اعظم ترجمان القرآن صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مقبول ترین اور قرآن حکیم کی اولین جامع تفسیر ”تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ“ کا اردو ترجمہ خود علماء دیوبند کے جامعہ اشرفیہ کے فاضل مولانا حافظ محمد سعید احمد عاطف صاحب نے کیا۔ اسی تفسیر میں ہے کہ ”حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبہ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کیلئے فرماتے ہیں کہ تمہارا محافظ و مددگار اور دوست اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جو پانچوں نمازوں کو باجماعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی رکھے تو اللہ تعالیٰ کی جماعت یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم السلام جمعین اپنے دشمنوں پر غلبہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

☆..... ﴿مزید لکھا ہے کہ امام ”طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے، ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست (مددگار) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول [اور ایمان والے] الخ (تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

☆..... ﴿حضرت علی مددگار یعنی مشکل کشاء ہیں﴾.....

☆..... ﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ”و هو ولی کل مومن“ اور وہ (علی) ہر ایمان والے کے یار و مددگار ہیں (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ج ۳ حدیث ۵۸۲۹)۔

☆..... ﴿اور ایک اور روایت میں آتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں ”من كنت وليه فعلى وليه“ جس کا میں مددگار ہوں علی اس کے مددگار ہیں (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم احمد و لنسائی و الحکم عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح)۔

☆..... ﴿امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا اقرار﴾.....

☆..... ﴿اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب صراط مستقیم میں ہے کہ ”حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی یک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدلیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ (صراط مستقیم باب دوم، دوسری ہدایت پہلا افادہ صفحہ 116)۔

☆..... علماء دیوبند والہمدیث کے متفقہ مسلمہ امام اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں دریائے احادیث کی گہری نہ میں کھنچ لے جاتی ہے تو..... اس مقام کے لوازم میں سے ہے عجیب عجیب خوارق کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا ظاہر ہونا اور دعاؤں کا مستجاب اور قبول ہونا اور آفتوں اور بلاؤں کا دور کر دینا اور اس معنی کی تصریح اس حدیث قدسی میں موجود ہے لئن سالنی لا عطینہ ولن استاذنی لا عبد نہ یعنی اگر وہ بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو ضرور اسے پناہ دوں گا (صراط مستقیم صفحہ ۳۳-۳۴۔ اسماعیل دہلوی)۔ ذرا خط کشیدہ الفاظ پڑھیں کہ وہابی امام اسماعیل دہلوی اولیاء کرام کو آفتوں اور بلاؤں کا دور کرنے والا (یعنی مشکل کشاء) تسلیم کر رہے ہیں۔

☆..... شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ ”حب ایمانی کے منجملہ موائد کے بڑے مواقع عظیمہ میں کسی فعل کا واقع ہونا ہے چونچہ شریعت کی تائید اور سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے نابود میں کرنے کی کوشش کرنا یا طرق حقہ میں سے کسی طریقت کا رواج دینا یا مقبولان بارگاہ حق تعالیٰ میں سے کسی مقبول کی امداد کرنا یا اہل بلا یا مصائب میں سے کسی مظلوم ستم رسیدہ کی فریاد دہی کرنا یا اہل حوائج و غرامت (تاوان) رسیدگان میں سے کسی عاجز کی اعانت کرنا یا کسی اہل قلق و اضطراب کی تنگی کی کشائس کرنا یا کسی پیچ و تاب کے گرفتار سے حالت عسرت و ناداری کا دور کرنا اور اسی طرح سعی و کوشش جس سے نفع عام ظاہر ہو یا اس کی وجہ سے اصلاح فیما بین الناس حاصل ہو (صراط مستقیم باب اول، دوسری فصل، دوسری تہمید، تیسرا افادہ ص 54) ان حوالوں میں صاف صاف تصریحیں ہیں کہ باذن اللہ ملائکہ و اولیاء کاروبار عالم کے مدبر ہیں، اولیاء عالم کے کام جاری کرتے ہیں، اولیاء کو عالم میں تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے، بادشاہوں کے بادشاہ بننے، امیروں کے امیری پانے میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہمت کو دخل ہے۔

..... حضرت علی مولا رضی اللہ عنہ یعنی مددگار ہیں.....

2

☆..... علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ ”نیز بروایت مسند احمد و ترمذی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ”من كنت مولاہ فعلى مولاہ“ یعنی جس کا میں مولی ہوں علی اس کے مولا ہیں یہ حدیث مشہور ہے۔ متعدد صحابہ کرام ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں نہایت سے لکھتے ہیں کہ مولی کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے جیسے رب اور مالک اور سید اور منعم یعنی احسان کرنے والا اور معتق یعنی غلام آزاد کرنے والا اور ناصر (مددگار) اور محب اور تابع اور پڑوسی اور چچا زاد بھائی اور حلیف وغیرہ بہت سے معنی گنوائے ہیں اس لئے ہر ایک مناسب معنی مراد ہوں گے۔ جہاں ”اللہ مولانا ولا مولا لکم“ وارد ہوا ہے وہاں رب کے معنی میں ہے اور حضور ﷺ کا نام مبارک پر آیا ہے جیسا کہ ”من كنت مولاہ فعلى مولاہ“ وہاں ناصر اور مددگار کے معنی میں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کا شان درود یہ لکھا ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے مولی نہیں ہو، میرے مولی حضور اقدس ﷺ ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولی ہوں علی اس کے مولی ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں اور علامہ قسطلانیؒ نے مواہب لدنیہ میں حضور اقدس ﷺ کے اسماء مبارکہ میں بھی لفظ مولی کا شمار کرایا ہے۔ علامہ زرقائیؒ لکھتے ہیں مولی یعنی سید، منعم، مددگار، محب اور یہ اللہ تعالیٰ کے کارناموں میں سے ہے۔ اور عنقریب مصنف یعنی علامہ قسطلانیؒ کا استدلال اس نام پر ”انا اولیٰ بکل مومن“ سے آرہا ہے۔ اس کے بعد علامہ زرقائیؒ، علامہ قسطلانیؒ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے حضور ﷺ کے ناموں کی شرح میں کہتے ہیں کہ ولی اور مولی یہ دونوں اللہ کے ناموں میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مددگار کے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے ”انا ولی

کل مومن“ اور بخاری ہی میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں اس کی ساتھ دنیا و آخرت میں اولیٰ نہ ہوں۔ پس جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے ورثہ کو دیا جائے اور جس نے قرضہ یا ضائع ہونے والی چیزیں چھوڑی ہوں وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ اس کا مولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو حسن بتایا ہے۔ (فضائل اعمال باب فضائل درود شریف ۷۴۳، ۷۴۴) [اور حاشیہ میں اسی حدیث کو صحیح تسلیم کیا گیا صفحہ ۷۴۳]

..... حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز ❦

☆ حضرت شاہ ولی اللہ ”جواہر خمسہ“ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا وظیفہ کرتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے استاد علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۱۳۸) اور اسی جواہر خمسہ میں یہ نادعلی والاعمل بھی ہے کہ ”ناد علیا مظهر العجائب تجده عوناً لک فی التوائب کل ہم و عم سینجلی بو لا یتک یا علی یا علی یا علی“ یعنی پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب تو انھیں پکارے گا تو انھیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا پریشانی و رنج ابھی (یعنی فوراً) دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (جواہر خمسہ) اسی لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو بعد الوصال بھی یہ مدد ثابت کرتے ہوئے نادعلی پر عمل کرتے ہیں۔

☆ حضرت شاہ صاحب اپنی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت و جماعت حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو امور تکوینیہ کے اندر متصرف جانتے ہیں (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۲۳)

❦ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ معاجز مکی کے اشعار ❦

علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ایک صحیح العقیدہ سنی بزرگ تھے۔ انہی عقائد و نظریات پر عمل پیرا تھے جو کہ آج اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جیسے کہ ان کے چند حوالہ جات ہم نے اپنے اس مضمون میں پیش کیے۔ انہی عقائد و نظریات کی ترجمانی کرتے ہوئے انہوں نے بہت سارے اشعار بھی تحریر فرمائے۔ جن میں نبی پاک ﷺ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کو اپنی مشکلات میں پکارا، ان سے فریاد کی، ان کو مشکل کشاء سمجھ کر دوردراز سے پکارا۔

جب ہم وہابیوں دیوبندیوں کو بطور الزامی جواب یہ کہتے ہیں کہ جناب اگر ان عقائد و نظریات کی بناء پر ہم سنی العقیدہ مسلمان کافر و مشرک ہیں تو پھر یہی عقائد و نظریات تو تمہارے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کے بھی ہیں لہذا تم ان پر بھی یہی فتوے لگاؤ۔ تو پھر وہ فتویٰ لگانے کی بجائے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ہمارا یہ الزامی جواب سن کر دیوبندی عوام نے اپنے علماء سے مدد مانگی۔ تو مفتی حماد دیوبندی صاحب نے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار پر چند تاویلات باطلہ پیش کر کے عوام الناس کو مطمئن کرنی کی کوشش کی۔ آج ہم انہی تاویلات کو تحقیقی و تنقیدی جائز لیتے ہیں تاکہ حق و باطل میں فرق آپ پر واضح ہو سکے۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

﴿ امداد اللہ معاجز مکی کے اشعار اور دیوبندی علماء کی تاویلات ﴾

تاویل : دیوبندی مفتی حماد صاحب نے پہلا اصول یہ سمجھایا کہ ”کلام کے معنی کی تعیین میں صاحب کلام کی شخصیت اور نیت کو دخل ہے“ (راہ سنت ۵۴) اور اس سے آگے لکھتے ہیں کہ ”مگر اہل بدعت عرف اور ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک نیت معتبر نہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے..... ”انما الاعمال بالنیات“ (راہ سنت ۵۵)۔

الجواب : بے شک حدیث شریف مبنی برحق ہے لیکن جو معنی مراد لیا جا رہا ہے وہ سراسر غلط، دین اسلام کے صریح خلاف، مقدس ہستیوں پر لب کشائی کرنے کا ہتھیار تیار کرنے کے مترادف ہے حتا کہ یہ معنی خود علماء وہابیہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے۔ تفصیلی گفتگو تو ہم آگے پیش کریں گے لیکن عوام الناس کے اذہان کے مطابق نہایت مختصراً جواب ہم دونوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

1 ☆ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ”انت طالق“ کہہ دے اور بعد میں یہ کہے کہ ”انما الاعمال بالنیات“ اور کہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی تو کیا اس کی یہ تاویل قابل قبول ہوگی؟ ذرا علماء دیوبند اپنی بیویوں کیلئے ایسے الفاظ استعمال کر کے اپنے مفتیوں سے پوچھیں۔ تو پتہ چلا کہ ان الفاظ میں نیت کا اعتبار قائل قبول نہ ہوگا۔

2 ☆ حماد صاحب علماء دیوبند کے ہاں عالم فاضل مفتی شریف انسان مانے جاتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ کسی تقریر میں کسی کو یہ کہہ دیں ”تم ذلیل باپ کی اولاد ہو، والد الحرام ہو“ تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ یہ کہیں گے کہ مفتی صاحب ہیں، کتابیں بھی پڑھی ہیں، داڑھی، عمامہ ہے لہذا ہمیں ان کی نیت کو دیکھنا چاہیے؟ کیا یہ بات کوئی مسلمان قبول کرے گا؟ یا ان کی نیک نیتی کی بناء پر ان کا یہ کلام (گالیاں) شریعت کے عین مطابق ہو جائے گا؟ اب لاکھ بار مفتی صاحب یہ کہتے رہیں کہ ذلیل کا معنی کمزور و ضعیف ہے۔ حرام سے میری مراد حرامی کے معنی نہیں تھے بلکہ ”محترم و ادب“ والے معنی ہیں۔ کوئی ایک شخص بھی ان کی کوئی تاویل قبول نہیں کرے گا۔ اب کوئی بھی نہیں کہے گا کہ ”مفتی صاحب کی شخصیت اور نیت کو دخل ہے“ کسی کو بھی یہ حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ یاد نہ رہے گی۔

خدارا! اگر یہاں اپنے لئے ایسی تاویل قبول نہیں تو پھر ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیوں پر ایسی تاویل پر اصرار کیوں کیا جاتا ہے [یہ کلام تو عوام الناس کے لئے تھا]۔ اب آئیے مفتی صاحب کی تاویلات کا جائزہ لیتے ہیں۔

﴿ گستاخوں کے لئے چور دروازہ کھلنا ﴾

دیوبندی مفتی صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کلام کا دار مدار نیت پر ہوتا ہے یعنی جو کچھ بھی کہا جائے گا بس اس کی نیت کو دیکھا جائے گا۔ صحیح و غلط کا دار مدار اس کی نیت پر ہے۔

اولاً.....: میں عرض کرتا ہوں کہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں ”انما الاعمال بالنیات“، وانما لكل امری ما نوى الخ“ عملوں کا دار مدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کو اس کی (اچھی یا بُری) نیت کے مطابق (اچھا یا بُرا) بدلہ ملے گا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ ریاض الصالحین جلد اول صفحہ ۳۴) (یعنی حدیث سے مراد صرف اتنی ہے کہ جو بھی عمل کرو گے اس کے اجر و ثواب کا دار مدار تمہاری نیت پر ہے۔ جیسا کہ اسی حدیث کے آگے الفاظ سے

واضح ہو رہا ہے۔

اور اگر مراد یہ لے لی جائے کہ کوئی بھی شخص کچھ بھی کرے، کیسے ہی الفاظ کیوں نہ کہے، بے ادبیاں کرے، گستاخیاں کرے، گالیاں دے لیکن جب پوچھا جائے تو کہہ دے کہ میری نیت یہ نہیں تھی۔ تو یہ صورت تو بے ادبوں، گستاخوں کیلئے چور راستہ کھولنا ہے۔ پھر تو جس کی جو مرضی آئے گا اللہ تبارک و تعالیٰ، انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین، اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی شان میں کہہ کر یہ تاویل کر لے گا کہ نہیں میری نیت بُری نہیں تھی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ دیوبندی مفتی صاحب کوکل کوئی بزرگ مقتدی اٹھ کر یہ کہہ دے کہ ”تم ذلیل باپ کی اولاد ہو“ اور پھر تاویل یہ کرے کہ نہیں میری نیت ذلیل سے مراد ذلت نہیں بلکہ کمزور و ضعیف ہے۔ تو یقیناً مفتی صاحب اس کی ایسی تاویل و نیت کا قبول نہیں کریں گے۔

دوئم.....: قرآن پاک نے فیصلہ سنا دیا کہ ایسا لفظ جو مسلمانوں کے زبان پر اچھی نیت سے آئے (لیکن بے دینوں کی لغت میں اس کا مطلب غلط معنی رکھتا ہو) تو ایسا لفظ بھی ممنوع اور گستاخی پر مبنی ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا. وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ اے ایمان والو! اور اے کفار! ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (پارہ 1 البقرہ 104) لفظ ”راعنا“ صحابہ کرام علیہم الرضوان اچھی نیت اور اچھے معنی ہی میں استعمال کرتے تھے لیکن اس کے باوجود منع فرما دیا گیا یہ نہیں فرمایا گیا کہ تمہاری نیت تو اچھی ہے تم کہہ لو بلکہ منع کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس لفظ سے بے ادبوں گستاخوں کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کا موقع ملتا تھا۔ لہذا ایسے الفاظ جن میں توہین کا شبہ بھی ہو وہ منع ہے۔

☆ پھر نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے یہ کہنا کہ نہیں میری نیت یہ نہیں تھی یا میری مراد یہ نہیں تھی یہ بھی کفار کا شعار اور محض گستاخی پر پردہ ڈالنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر (پارہ 10 التوبہ 65، 66) اللہ عزوجل فرماتا ہے: يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةً الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بِعَدَاةِ اِسْلَامِهِمْ۔ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے (پارہ 10 التوبہ آیت 74)

۔ کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں (حدائق بخشش)

سوئم.....: اور یہ اہل سنت و جماعت (بریلوی) ہی کا موقف نہیں بلکہ بڑے بڑے اکابر علماء نے بھی یہی حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

☆ علامہ شہاد الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”المدار فی الحکم بالکفر علی الظور اھر ولا نظر للمقصود و النیات ولا نظر لقرائن خالہ“ توہین پر کفر کا حکم ظاہر الفاظ پر ہے اور توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا“ (نسیم الریاض شرح شفاء ج ۴ ص ۶۶)

☆ اسی طرح امام محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل“ حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صراح میں تاویل کا دعوے نہیں کیا جائے گا۔ (شفاء شریف جلد ۲ ص ۲۱۷)

☆ مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”اجمعوا علی ان تعین المراد لا یرفع الابراد“ یعنی اس بات ہر اجماع ہے کہ مراد کا متعین کر دینا اعتراض کو ختم نہیں کرتا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

چهارم..... دیوبندی مفتی صاحب نے یہ لکھا کہ ”اہل بدعت (بقول وہابیہ یعنی سنی بریلوی) عرف اور ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک نیت معتبر نہیں (راہ سنت ۵۵)۔ لیکن دیوبندی مفتی صاحب کے علم میں اضافے کیلئے ہم ان کے گھر ہی سے حوالے پیش کرتے ہیں پھر ان کے بارے میں بھی یہی کہیں ”اہل بدعت عرف اور ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک نیت معتبر نہیں“۔ لیجئے پڑھئے۔

1 ☆ علماء وہابیہ کے امام و شہید مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ ”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادب کا بولنے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے“ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ 54) مفتی حماد کی سب تاویلات کو اسماعیل دہلوی نے خاک میں ملا دیا۔

2 ☆ اسی طرح علماء دیوبند کے مناظر اعظم منظور نعمانی صاحب نے ایسے الفاظ جو عرف عام میں مشہور ہوں ان کے بارے میں لکھا کہ ”تو اس عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا..... اسلئے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کا شبہ ہوتا ہے، قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جس سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کو لفظ ”راعنا“ سے خطاب کرنے کی ممانعت، اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو عبدی و امتی کہنے سے نہی اسی لئے وارد ہوئی ہے کہ یہ کلمات ایک باطل معنی کی طرف موہم ہو جاتے ہیں، اگرچہ خود متکلم کا قصد ایسا نہ ہو۔ (فیصلہ کن مناظرہ صفحہ 154)۔ جی مفتی حماد صاحب دیکھا آپ نے کہ آپ کے بڑے مناظر صاحب کیا فرما رہے ہیں۔

3 ☆ اسی طرح علماء دیوبند کا کہنا ہے کہ ”الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ابہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اکرم ﷺ سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰)۔

4 ☆ اسی طرح علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ ”سو جو کلمہ ایسا ہو کہ اس کے معنی اچھے اور برے دونوں ہو سکتے ہوں اس کو بولنا منع ہے ایسے موہم لفظ کا استعمال درست نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ”یا ایہا الذین امنوا لاتقولوا راعنا“ راعنا کے معنی ایک اچھے تھے جس کو مسلمان مراد لیتے تھے دوسرے معنی بُرے تھے جس کو یہود مراد لیتے تھے اس پر مسلمانوں کو منع کر دیا کہ ایسا لفظ مت بولو خالص اچھے معنوں کے لفظ کہو۔ (فتاویٰ رشدیہ ۱۶۹)

5 ☆ دیوبندی مولانا مفتی سعید احمد جلاپوری صاحب فتاویٰ ختم نبوت جلد اول میں لکھتے ہیں کہ ”جس لفظ کا از روئے لغت یا عرف یا شریعت میں ایک ہی معنی ہو اور وہ معنی ہو بھی گستاخانہ اور کفریہ تو اب قائل کی تکفیر کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کی تکفیر کے سواء اور کوئی چارہ کار نہیں ہو گا۔ مثلاً لفظ طلاق عرف عام اور شرع میں اور عورت کی جدائی کیلئے معین ہے اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت طالق کہہ دے تو طلاق واقع ہو جائے گی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ لفظ صریح میں نیت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کو والد الحرام یا حرام زادہ کہتا ہے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل یہ کہے کہ حرام سے میری نیت ناجائز نہیں بلکہ حرمت اور کراہت تھی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف عام میں یہ الفاظ ناجائز اولاد کے لئے معین ہیں۔ اسی طرح اگر شخص کسی مسلمان کو غصہ میں کافر کہہ دے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اس میں بھی اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف عام میں کافر، کافر باللہ کیلئے معین ہے۔ پس ان تصریحات کے

پیش نظر جو کوئی شخص آپ ﷺ کی شان میں ایسا کلام کہتا ہے جو عرف عام میں توہین کیلئے معین ہیں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔ ”ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف“ جو

چیز توہین کی دلیل ہو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔“ (رد المحتار ۳/۳۱۱) علامہ ملا علی قاری حنفی اور علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں ہوتی۔ (شرح شفاء ہامش نسیم الریاض ۴/۳۳۵) علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ لفظ صریح میں گستاخی کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ صریح لفظ تاویل کو قبول نہیں کرتا۔ (اکمال المعلم ۳/۱۹۲) علامہ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے جائیں، توہین کا قصد ہو یا نہ قائل کی تکفیر کی جائے گی۔ [ترجمہ] جو کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بات کہے اور اس کا

ارادہ (نیت) گالی دینے کا نہ ہو اور نہ آپ ﷺ کی توہین کا اور نہ وہ اس کا اعتقاد کرتا ہو لیکن آپ ﷺ کی شان میں ایسا کلمہ کفر یہ کہ جس میں لعنت یا گالی ہو۔ یا آپ ﷺ کی تکذیب ہو، یا آپ ﷺ کی طرف کسی ایسی چیز کی اضافت کرے جو ناجائز ہو یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ ﷺ کیلئے واجب ہو، یا وہ بات کہے جو آپ ﷺ کے حق میں نقص ہو۔ یا آپ ﷺ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرے یا آپ ﷺ کے مرتبہ اور شرف نسب یا آپ ﷺ کے علم کی عظمت یا آپ ﷺ کے زہد میں کمی کرے یا جو آپ ﷺ کے اوصاف مشہور اور متواتر ہیں ان کی تکذیب کرے یا آپ ﷺ کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے جو گالی کی قسم ہو۔ اس کے حال سے یہ ظاہر ہو کہ وہ آپ ﷺ کی توہین کا ارادہ نہیں کرتا۔ نہ اس پر اعتقاد کرتا ہے، یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو یا رنج اور قلق کی بناء پر یا نشہ کی وجہ سے کہا ہو یا سبقت لسانی سے ایسا کہا ہو۔ یا یوں ہی بے سوچے سمجھے یا جوش غضب سے ایسا کہہ دیا ہو تو ایسے شخص کا بلا توقف یہ حکم ہے کہ اس کو قتل کیا جائے کیونکہ جہالت تکفیر میں عذر نہیں۔ نہ سبقت لسانی کا دعویٰ نہ مذکورہ اسباب میں سے کوئی اور سبب جب کہ اس کی عقل صحیح ہو۔ سوا اس شخص کے جس کو ان کلمات کے کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اور اس کے دل میں ایمان ہو۔“ علامہ قاضی عیاض مالکی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہو کہ جس کسی شخص نے آپ ﷺ کی ذات یا آپ ﷺ کی صفات مثلاً کمال علم، کمال تصرف، کے متعلق کوئی نازیبا بات کہی خواہ اس کا ارادہ اور نیت توہین نہ ہو اور نہ وہ اس کا اعتقاد رکھتا ہو بلکہ وہ آپ ﷺ کے کمالات کا قائل ہو پھر بھی اس نازیبا بات کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ الخ (فتاویٰ ختم نبوت جلد اول ۳۰۶، ۳۰۷ مولانا مفتی سعید احمد جلاپوری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة)۔

تو اب ان حوالوں کو سامنے رکھئے اور بخاری شریف کی حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ کو بھی سامنے رکھئے۔ حق بالکل واضح ہو جائے گا۔ اگر محض نیت پر ہی دار مدار مانا جائے تو پھر ذومعنی الفاظ کی ممانعت ہی باطل قرار پائے گی (معاذ اللہ عزوجل)۔ اور پھر ایک شخص ذومعنی الفاظ استعمال کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ میری مراد اچھی تھی۔ اور بے ادبوں، گستاخوں کو کس طرح روکا جاسکے گا؟ بلکہ مفتی صاحب کا یہ اصول تو گستاخوں بے ادبوں کی حمایت اور ان کی تقویت کا سبب بنے گا۔ اس لئے مفتی صاحب کو ہماری ان گزارشات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

..... علماء دیوبند کے پیر و مرشد امداد اللہ مهاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ❦

تاویل : مفتی حماد دیوبندی نے لکھا ہے کہ ”حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا حضرت علیؑ کو مشکل کشا کہنے کا مطلب اور ہے اور کسی مشرکانہ ذہن کا مشکل کشا کہنا اور مطلب رکھتا ہے“ (راہ سنت صفحہ ۵۶) پھر مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں کہ ”حضرت حاجی صاحبؒ نے مشکل کشا کے لفظ کا لغوی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے کہا ہے۔ یعنی اشکال کو کھولنے والا، علمی مسائل کو حل کرنے والا (راہ سنت صفحہ ۵۶)۔

❦ تاویل کا جواب نمبر 1 ❦

اولاً تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ عرف عام میں مشکل کشا کن معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور علماء دیوبند کے مناظر اعظم منظور نعمانی صاحب ”عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا..... اسلئے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کا شبہ ہوتا ہے، قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جس سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کو لفظ ”راعنا“ سے خطاب کرنے کی ممانعت، اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو عبدی و امتی کہنے سے نہی اسی لئے وارد ہوئی ہے کہ یہ کلمات ایک باطل معنی کی طرف موہم ہو

جاتے ہیں، اگرچہ خود متکلم کا قصد ایسا نہ ہو۔ (فیصلہ کن مناظرہ صفحہ 154)۔ لہذا اب ”مشکل کشاء“ کے خواہ ظاہری معنی مراد، یا عرف عام یا لغوی معنی ہی کیوں نہ مراد لیے جائیں دیوبند کے مناظر اعظم منظور نعمانی صاحب کی اس تحریر کے مطابق سرے سے مشکل کشاء کے الفاظ ہی غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا حرام و ممنوع قرار پائے۔ لہذا اب دیوبندی مفتی حماد کی ساری تاویلات ہی باطل ٹھہریں۔ الحمد للہ عز و جل۔

..... تاویل کا جواب نمبر 2 ❦

دیوبندی مفتی حماد صاحب نے یہ تو دعویٰ کر دیا کہ ”حضرت امداد اللہ مہاجر کی“ کا حضرت علیؑ کو مشکل کشاء کہنے کا مطلب اور ہے، لیکن حاجی صاحب کی کسی کتاب سے کوئی حوالہ بھی پیش نہ کر سکے جس سے اس معنی کا تعین ہوتا ہو۔ پورے مضمون میں کہیں ایک جگہ بھی حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے حوالے سے یہ بات بیان نہیں کر سکے جس میں حاجی صاحب نے یہ کہا ہو کہ مشکل کشاء کہنے سے میری مراد یا مطلب یہ ہے۔ وہابیوں بتاؤ حاجی صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ میری مراد لغوی ہے؟ کوئی ایک حوالہ پیش کرو۔

..... تاویل کا جواب نمبر 3 ❦

☆ دیوبندی مفتی صاحب نے خود لکھا کہ ”صاحب کلام سے کلام کا مطلب بدل جاتا ہے۔ مفرد کا لفظ کوئی منطقی بولے تو مطلب اور مراد لیا جائیگا، کوئی صرفی کہے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا اور اگر نحوی بولے تو مطلب اور، حالانکہ لفظ ایک ہی ہے..... حاجی صاحب نے مشکل کشاء کے لفظ کا لغوی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے کہا (راہ سنت 56)

اولاً تو ہم دیوبندیوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کو اہل لغت سے مانتے ہو کہ اہل صوفیاء سے؟ اگر تو علماء دیوبند کے نزدیک حاجی صاحب اہل لغت کے امام و بزرگ ہیں تو مفتی صاحب کی تاویل ان کے اصول کے مطابق ٹھہری اور اگر حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اہل لغت نہیں بلکہ صوفی بزرگ ہوں تو پھر مفتی صاحب کا لغوی تاویل کرنا ہی ہیرا پھیری اور اپنے بیان کردہ اصول کی صریح خلاف ورزی ہے۔

☆ خود مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ ”ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحب کے مقلد ہیں“ (راہ سنت 57) حیرت ہے کہ ایک طرف تو حاجی صاحب کو صوفی ثابت کیا لیکن دوسری طرف صوفیاء کی اصطلاح یا معنی و مراد بیان کرنے کی بجائے لغوی معنی بیان کر دیا۔ سبحان اللہ! جب مفتی صاحب نے اصول یہی بتایا کہ جس کلام، زبان و علم میں ہوگا اسی کا معنی مراد لیا جائے گا تو پھر یہاں صوفیاء کی اصطلاح و مراد کی بجائے اہل لغت کی لغوی مراد کی طرف کیوں چلے گئے؟ ہم مفتی صاحب سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ امداد اللہ مہاجر کی صاحب کی یہ کتاب لغت کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے یا کہ صوفیاء سے؟ یقیناً دیوبندیوں کا جواب یہی ہوگا کہ یہ صوفیاء نہ کتاب ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ صوفیاء نہ کلام یا کتاب کو لغوی معنی پہنانا تمہارے اپنے ہی پیش کردہ اصول کے صریح خلاف ٹھہرا کیونکہ مفتی صاحب نے قانون یہ پیش کیا کہ ”صاحب کلام سے کلام کا مطلب بدل جاتا ہے“۔ جبکہ جو تاویل کی ہے وہ اس قانون کے خلاف ہے۔

..... تاویل کا جواب نمبر 4 ❦

☆ مفتی حماد صاحب نے آگے لکھا کہ ”کسی مشرکانہ ذہن کا مشکل کشا کہنا اور مطلب رکھتا ہے“ (راہ سنت صفحہ ۵۶) یعنی بقول حماد صاحب نے انبیاء و اولیاء سے استمداد و استعانت کا عقائد (یعنی ذہن) رکھنے والا مشرکانہ ذہن ہے (معاذ اللہ) تو مفتی حماد دیوبندی نے یہ اصول گھڑا کہ اگر تو حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا ذہن ایسا ہو یعنی انبیاء کرام و اولیاء عظام سے استمداد و استعانت کے قائل ہونے کا، تو ان کا مشکل کشاء کے الفاظ کہنا بھی انہی معنوں میں تسلیم کیے جائیں گے اور اگر ان کا ذہن ایسا نہ تھا تو پھر لغوی معنی مراد لیا جائے گا۔ بالفرض مان بھی لیا جائے تو آئیے ہم حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو پتہ چل سکے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا کیا ذہن تھا؟ وہابیوں والا یا اہل سنت و جماعت والا؟

☆ حاجی صاحب اور وصال شدہ اولیاء سے دستگیری ☆

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے فرمایا کہ ”کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ یہیں قبر سے ملا کرتا ہے۔ [حاشیہ] قولہ وظیفہ مقررہ۔ اقوال یہ منجملہ کرامات کے ہے۔“ (امداد المشتاق صفحہ ۱۲۳)

[علماء دیوبند کے مولانا محمد حنیف رہبر اعظمی مبارکپوری فاضل دیوبند کہتے ہیں ”بے شک اللہ کے سوا کسی دوسرے سے اپنی حاجتیں طلب کرنا اور مدد مانگنا تمام مسلمانوں (وہابیوں) کے نزدیک منافی توحید ہے۔ لیکن اس سے وہ حاجتیں مراد ہیں جو عادتاً انسانی طاقت سے باہر ہوں جیسے کسی سے لڑکا لڑکی مانگنا، بچہ کے لئے زندگی طلب کرنا، یا اہل قبور سے رزق مانگنا، یا ان سے مقدمہ میں کامیاب کر دینے کی درخواست کرنا وغیرہ وغیرہ۔ غرض جو شخص ایسی حاجتیں غیر اللہ سے طلب کرے وہ ہمارے نزدیک توحید کا باغی ہے۔ (مقام الحدید صفحہ ۲۶، ۲۷)۔]

یہاں تو بقول معترضین شرکیہ ذہن ہی نہیں بلکہ سر سے پاؤں تک شرک میں مست نظر آتے ہیں۔ بزرگوں کے مزار سے حاجت روائی و دستگیری کا عقیدہ خود علماء دیوبند کے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ تسلیم کر رہے ہیں۔ لہذا مفتی صاحب کو حاجی صاحب کے ذہن کا سکین کرنا لینا چاہیے تھا تاکہ سب ذہنی حالات کھل کر سامنے آجائے۔ لیکن خیر اب بھی وقت ہے نظر ثانی کر لیجیے۔

☆ حاجی صاحب کی مشکل کشائی ڈوبتے جہاز کو بچا لیا ☆

☆ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ (حاجی صاحب) سے ملتی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (شائم امداد یہ حصہ سوم صفحہ ۸۸)

مفتی صاحب تو حاجی صاحب سے اس بات کی نفی کرانے نکلے تھے کہ ان کے نزدیک کوئی مشکل کشاء و حاجت روائی نہیں۔ لیکن یہاں تو بذات خود حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب التجا کرنے والوں کی مشکل کشائی فرما رہے ہیں۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ آگبوٹ کو تباہی سے بچانا بھی دیوبندی مفتی حماد کے نزدیک لغوی مراد ہی ہو۔ کچھ بعید بھی نہیں مفتی حماد صاحب جھوٹ بولنے میں مہار ہیں [جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب صراط مستقیم پر

اعتراضات کے جائزہ میں حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع صاحب اور مولانا نصیر الدین سیالوی صاحب کا نام لیکر جھوٹ بولے [لیکن اہل علم و اہل حق جانتے ہیں کہ یہاں لغوی مراد ہرگز ہرگز نہیں لی جاسکتی۔

☆ اسی طرح کا ایک اور واقعہ شام امدادیہ میں لکھا ہے کہ ”ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے نگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا (شام امدادیہ حصہ دوم ۴۳) جناب اب بولے کہ ولی اللہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ نہیں؟ کیا یہ مشکل کشائی ہے کہ نہیں؟

..... حاجی صاحب اور قبروں والوں سے فیض ❦

مفتی حماد دیوبند کے مسلک کے علماء ہم اہل سنت و جماعت کو قبر پرستی کا طعنہ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ سنی لوگ قبروں والوں سے مدد مانگتے ہیں اس لئے یہ مشرک و کافر ہیں۔ لیکن خود علماء دیوبند کے حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان کو کچھ خبر نہیں۔ مفتی حماد صاحب اپنے اکابرین کے پیرومرشد کا دفاع کرنے نکلے لیکن کاش یہ بھی پڑھ لیتے کہ

☆ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیرومرشد میانجی نور محمد صاحب کے آخری وقت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”حضرت نے تشفی دی اور فرمایا فقیر مرتا نہیں ہے۔ صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔“ (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۸، تذکرہ مشائخ چشت صفحہ ۲۳۴)

اشرف علی تھانوی صاحب اس روایت کو امداد اللہ مہاجر کی سے بیان کرنے کے بعد ان کا تجربہ یوں نقل کرتے ہیں کہ ”فرمایا حضرت صاحب (امداد اللہ مہاجر کی) نے کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا، جو حالت حیات میں ٹھایا تھا“ (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۸)۔

اور اسی میں ایک فائدہ آپ پہلے پڑھ چکے کہ ”مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ..... ہر روز وظیفہ مقررہ یہیں قبر سے ملا کرتا ہے۔“ [حاشیہ] قولہ وظیفہ مقررہ۔ اقوال یہ منجملہ کرامات کے ہے۔“ (امداد المشتاق صفحہ ۱۲۳) لہذا یہ فیض کا تعین بھی ہو گیا کہ اس فیض و فائدے میں اس قسم کی باتیں بھی شامل ہیں۔

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں کہ ”اولیاء اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے..... اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول ﷺ کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشد خدا اور رسول کے نائب ہیں۔ (کلیات امدادیہ صفحہ ۷۲)

تو خدا را! اب فیصلہ کیجئے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا وہی ذہن نہیں تھا جس کو مفتی حماد دیوبندی وہابی ”مشرکانہ ذہن“ قرار دے رہا ہے؟ عجیب بات ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ قبر والوں کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھیں لیکن پھر بھی دیوبندیوں کے پیرومرشد ولی کامل ہی رہیں لیکن ہم سنیوں کو وہابی حضرات کافر و مشرک کہیں۔

بحر حال مذہب وہابیہ کے تحت چونکہ امداد اللہ مہاجر کی صاحب کا ذہن ”مشرکانہ تھا“ تو مفتی حماد دیوبند کے اصول کے مطابق ان اشعار کا معنی بھی اسی مشرکانہ ذہن کے مطابق ٹھہرے گا۔ لہذا یہاں لغوی معنی کا اعتبار کرنا مفتی حماد صاحب کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا۔

☆ حاجی صاحب کا مشائخ کی مقدس روحوں سے مدد مانگنا

☆ حاجی صاحب چلہ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے..... اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔ (کلیات امدادیہ، ضیاء القلوب صفحہ ۶۸)

☆ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ ”شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کیلئے میرے اوپر اس کو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے (کلیات امدادیہ، ضیاء القلوب صفحہ ۶۹)

مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگنا کیا انہیں مشکل کشا ماننے کا ذہن نہیں ہے؟ یہاں کون سا لغوی معنی پہنایا جائے گا؟ یہاں بھی حاجی امداد اللہ مہاجر کی مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگنے کا حکم فرما کر مذہب وہابیہ کے مطابق مشرکانہ ذہن والے بلکہ مشرک ٹھہرے۔

☆ اور یاد رہے کہ مولوی احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلے میں علمائے دیوبند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہلسنت والجماعت کا ہے۔ آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کراتے ہیں..... تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ (حاشیہ سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۳۳۲) پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں (حاشیہ سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۳۳۲)

☆ حاجی صاحب نے اولیاء کا علم غیب مانا

☆ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ ”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کو ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے۔ (شائم امدادیہ صفحہ ۶۱، امداد المشتاق ۷۹)۔

مفتی حماد صاحب یاد رہے کہ یہاں علم کا لفظ بھی ہے اور غیب کا بھی۔ اور علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا مذہب وہابیہ میں پکا مشرک ہے۔ لہذا حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مفتی حماد صاحب فتویٰ جاری کریں کہ وہ مشرک ہوئے کہ نہیں؟

☆ علماء دیوبند کے مزید حوالہ جات

مفتی حماد دیوبندی صاحب بچارے پہلے ہی بے بس ولاچار ہو چکے ہیں، نئے نئے اصول گھڑ گھڑ کر اپنی عوام الناس کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کبھی نیت کا سہارا لیتے نظر آتے ہیں اور کبھی لغوی معنوں میں عوام الناس کو الجھا کر تاویلات کرتے ہیں۔ لیکن کہاں کہاں تاویلات سے کام لیں گے یہاں تو ایک نہیں ہر دیوبندی اکابر مفتی حماد صاحب کی ننھی سے جان پر جان و بال بنا ہوا ہے۔

☆ علماء دیوبند امام قاسم نانوتوی کے اشعار

☆ تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے علماء دیوبند کے دارالعلوم دیوبند کے بانی [بقول وہابیہ] مولوی قاسم نانوتوی کے ”قصیدہ بہاریہ“ سے چند اشعار اپنی کتاب فضائل درود شریف میں درج فرمائیں ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فلک پہ عیسیٰ علیہ السلام اور یس علیہ السلام ہیں تو خیر سہی	زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد ﷺ مختار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو	نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی	کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار
جو جبرائیل علیہ السلام مدد پر ہو فکر کی میرے	تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہاں کے سردار
رہا جمال ہپ تیرے حجاب بشریت	نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار
دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی	کیا ہے سارے بڑے چھوٹے کا تجھے سردار
جو توں ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا	بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار
ہوا اشارہ میں دو ٹکڑے جوں قمر کا جگر	کوئی اشارہ ہمارے بھی دل کے ہو جا پار

(فضائل اعمال باب فضائل درود شریف صفحہ ۸۹۶ تا ۸۹۹)

یاد رہے کہ ان اشعار میں محض ندا ہی نہیں ہے بلکہ فریاد درس (غم خوار) اور نبی پاک ﷺ کو مختار مانتے ہوئے ان کو پکارا جا رہا ہے۔ قاسم نانوتوی صاحب نے اپنے ان اشعار میں نبی پاک ﷺ کو مختار بھی مانا، نور خدا بھی مانا، حرف یا یعنی اے کے ساتھ مخاطب بھی کیا، غم خوار بھی مانا ہے۔ ☆ اور قصائد قاسمی میں یہ اشعار بھی موجود ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا	بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار
رجاء و خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ	جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

(قصائد قاسمی صفحہ ۸)

ان اشعار میں دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب نہ صرف نبی کریم ﷺ کو غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں بلکہ ان کے کرم پھر ان کے ماسوا سے منہ موڑ کر مدد طلب کر رہے ہیں۔ اسی قصائد قاسمی صفحہ ۲۶ میں ہے کہ

تیرا سایہ ہو جس پر اس پر ہو اللہ کا سایہ	خدا راضی ہو تو راضی ہو شاہا جس مسلمان سے
مدد کر غوث اعظم بے کسوں ہم سے غریبوں کی	چھوڑاے غیر تیرے کون دست نفس و شیطان سے
خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دیں جلدی	کہ ہیگا بر سر کیس نفس اس تنگ غلاماں سے
پکڑنا ہاتھ میرا شمع نور احمدی جلدی	کہ رہ ملتا نہیں مقصود کا ظلمات عصیاں سے

(قصائد قاسمی صفحہ ۲۶)

دیوبندی قاسم نانوتوی صاحب کا یہ مکمل ”قصیدہ بہاریہ“ العطور المجموعۃ فی ذکر النبی الحبيب ﷺ المعروف نثر الطیب صفحہ ۳۹۰ پر موجود ہے۔

.....علماء دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے اشعار.....

☆ علماء دیوبند کے مشہور نیم حکیم اشرف علی تھانوی نے مفتی الہی بخش کاندھلوی کے عربی اشعار کا ترجمہ اپنے اشعار میں کیا عربی واردوں و اشعار ملاحظہ کیجیے۔ العطور المجموعة فی ذکر النبی الحبيب ﷺ المعروف نشر الطیب صفحہ ۲۶۵

یا شفیع العباد خذ بیدی	انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجیے میرے نبی	کشکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجا سواک اغث	مسنی الضر سیدی سیدی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
غشی الدھر ابن عبد اللہ	کن مغيثا فانت لی مددی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے مولیٰ خبر لیجیے مری

.....علماء دیوبند مولانا اسعد اللہ خلیفہ تھانوی کے اشعار.....

☆ علماء دیوبند کے مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم خلیفہ مجاز بیعت از (دیوبندی) حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے قصیدہ بردہ کا ترجمہ کیا۔ دیوبندی مولانا زکریا صاحب نے صاف لکھا کہ مولانا الحاج اسعد اللہ صاحب..... حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقد کے جلیل القدر خلفاء میں ہیں (فضائل اعمال باب فضائل درود شریف صفحہ ۸۹۱) اب ان کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

زمہجوری بر آمد جانِ عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم
آپ ﷺ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔ اے رسول خدا ﷺ نگاہ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔	
نہ آخر رحمة للعالمین	ز محرومان چرا غافل نشینی
آپ ﷺ یقیناً رحمة للعالمین ہیں ہم حرام نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ ﷺ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں۔	
بدہ دستی زپا افتادگان را	بکن دلدارئیے دل دادگان را
عاجزوں کی دستگیری، بیکسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجیے۔ (فضائل اعمال باب فضائل درود شریف صفحہ ۸۹۱ تا ۸۹۳)	
لہذا مفتی حماد صاحب ان سب اشعار کے بارے میں بھی اپنے قلم کو جنبش دیں۔ جو سب کے سب استمداد و استعانت پر مبنی ہیں۔	

.....دوسری تاویل کا جواب.....

دوسری تاویل: یہ کی گئی کہ ”اگر کلام کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو یہ شریعت کی تعلیمات سے ٹکڑانے کی وجہ سے شطیحات میں داخل ہو جائے

گا، جس سے استدلال ان حضرات کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ (راہ سنت صفحہ ۵۷)

جواب: شطیحات اولیاء کے بارے میں اصول مبنی برحق ہے لیکن یہ اختیار کسی کو نہیں کہ جو بات جس بندے کو اپنے عقیدے و نظریے کے خلاف نظر آئے اس کو شطح قرار دیا جائے۔ اور پھر حاجی صاحب کے اس عقیدے کو شطح اس لئے بھی نہیں قرار دیا جاسکتا کہ اس قسم کے اشعار متعدد علماء و اکابرین امت کے نزدیک جائز اور قرآن و حدیث کی مکمل تائید حاصل ہے۔ اور پھر علماء دیوبند کس کس کے اشعار کو شطح میں داخل کریں گے اشر فاعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، امداد اللہ مہاجرکی، زکریا کاندھلوی، خلیفہ تھانوی اسد اللہ صاحب آخر کس کس کے ایسے اشعار کو شطح میں داخل کریں گے؟ علماء دیوبند کا آدھانڈہب شطیحات میں داخل ہو جائے گا۔

پھر جب ایک مسئلہ قرآن و احادیث کے دلائل و برہان سے ثابت ہو لیکن محض ایک فرقہ اس کے خلاف ہو تو کیا وہ فرقہ محض اپنے نظریات کی مخالفت کی بناء پر اپنے بڑوں کی باتوں کو شطیحات قرار دیکر بری الزمہ ہو جانے کا حق دار ہے؟ شطح تو ایسے مسئلہ ہے جو صریح قرآن و احادیث کے خلاف ہو یا جس کا معنی و مراد ہماری عقلوں میں نہ آ سکے۔ لیکن امداد اللہ مہاجرکی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار میں آخر کون سی بات محال و مخالف قرآن ہے؟ محض اس وجہ سے کہ مذہب و ہابیہ کے مطابق نہیں اس لئے شطح ہیں۔ سبحان اللہ! کیا انصاف ہے۔

..... تیسری تاویل کا جواب ❦

تیسری تاویل: یہ کی گئی کہ ”یہ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کا ذاتی حال تھا اعتبار شریعت کا ہوگا..... ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحب کے مقلد ہیں نہ کے تحقیقات فقیہہ میں۔ (راہ سنت صفحہ ۵۷)

جواب: ایسے جوابات ہم غیر مقلدین اہلحدیثوں کی زبانوں سے تو سنا کرتے تھے لیکن مبارک ہو آج علماء دیوبند بھی غیر مقلدین کے نقش قدم پر چل پڑے۔ جیسے وہابیوں اہلحدیثوں کو یہی سکھایا جاتا ہے کہ جب جواب کچھ نہ بنے تو صاف کہہ دو کہ ہم تو ان کو مانتے ہی نہیں۔ بس یہی حال آج دیوبندی مفتی صاحب کا ہے کہ ”یہ حاجی صاحب کا ذاتی حال ہے اعتبار شریعت کا ہوگا“ تو ہم دیوبندی مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ان کا ذاتی حال اسلام کے مطابق ہے کہ اسلام کے خلاف؟ شریعت کے مطابق ہے کہ شریعت کے خلاف؟ ایمان ہے یا کفر؟

دیوبندی مفتی صاحب کی اس تاویل سے تو یہ ثابت ہوا کہ پیر و مرشد کی ذاتی حال خواہ کفر و شرک اسلام کے صریح خلاف افعال و اعمال پر مبنی کیوں نہ ہو اس کو اپنا پیر و مرشد تو ماننا جائز ہے لیکن شریعت کے اعتبار سے اس پر فتویٰ ہی عائد ہوگا اور اس کی مخالفت ہی کی جائے گی۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ! جناب جب ان کا ذاتی حال ہی شریعت کے خلاف ہے تو اس کو اپنا پیر و مرشد ماننا کیونکر صحیح ہوگا؟ وہابیوں کا عجیب دورنگی مذہب ہے کہ ایک طرف شریعت کا اعتبار بھی مانتے ہیں اور دوسری طرف شریعت کی مخالفت کرنے والے کا اپنا مرشد و رہنما بھی مانتے ہیں۔

پھر یہ کہنا [”ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحب کے مقلد ہیں نہ کے تحقیقات فقیہہ میں“] کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ حاجی صاحب کا تصوف شریعت اسلامیہ (تحقیقات فقیہہ) کے خلاف تھا۔ کیا اہلحدیثوں کی طرح دیوبندی بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تصوف اور شریعت دونوں الگ الگ اور تضاد ہیں؟ لیکن مفتی صاحب لیجئے اپنے اکابرین کا ارشاد اور بھی ملاحظہ کیجئے۔

☆ تصوف ”شریعت ہی کا دوسرا رخ بلکہ عین شریعت ہے“ (تصوف و سلوک خلیفہ تھانوی مولانا عبدالباری ندوی ۲۲)

☆ جس طرح ”انسان کامل“ کے دورخ ہیں۔ ظاہر و باطن یا قلب و قالب، اسی طرح ”دین کامل“ کے بھی دورخ ہیں۔ شریعت و طریقت اور جس

طرح شریعت نام ہے ظاہر یا قلب کے اعمال و احکام کا، اس طرح طریقت یا تصوف نام ہے باطن یا قلب کے اعمال و احکام کا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ تصوف نام ہے باطن کی فقہ کا۔ (تصوف و سلوک خلیفہ تھانوی مولانا عبدالباری ندوی صفحہ ۲۳)

☆ ”تصوف و طریقت کی اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد اس کا دین و شریعت کے منافی و مغائر ہونا تو الگ رہا، بغیر صوفی ہوئے مسلمان مسلمان ہی کب ہو سکتا ہے۔ (تصوف و سلوک خلیفہ تھانوی مولانا عبدالباری ندوی صفحہ ۲۵)

☆ ”جو محقق صوفی ہیں، ان کی نگاہ قرآن و حدیث کے مغز و تہہ تک جاتی ہے۔ (تصوف و سلوک خلیفہ تھانوی مولانا عبدالباری ندوی صفحہ ۴۹)

لہذا تصوف و صوفی کی تو یہ شان ہے لیکن دیوبندی مفتی صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ حاجی صاحب کی تصوف اور ہم دیوبندیوں کی شریعت الگ الگ ہے۔ پھر یہ بھی بتانا ہوگا کہ حاجی صاحب کو دیوبندی علماء محقق صوفی تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں؟ اگر کرتے ہیں تو خلیفہ تھانوی تو کہہ چکے کہ محقق صوفی کی نگاہ قرآن و حدیث کے مغز و تہہ تک جاتی ہے۔ لہذا حاجی صاحب کا عمل قرآن و حدیث کے مطابق ثابت ہوا کیونکہ وہ محقق صوفی تھے۔ اور اگر دیوبندی ان کو محقق صوفی تسلیم نہیں کرتے تو دو ٹوک فیصلہ دیکر ہمیشہ کے لیے ان سے الگ ہو جائیں۔

..... دوسرے دو اشعار میں تاویلات کے جوابات ❦

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
پس اب چاہو ڈباؤ یا تراویا رسول اللہ ﷺ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاویا رسول اللہ ﷺ

..... تاویل نمبر ۱ کا جواب ❦

تاویل: ان اشعار میں مراد درخواست شفاعت ہے کہ اللہ نے امت کی نجات اور حساب و کتاب کا آغاز آپ ﷺ کی شفاعت پر کر دی ہے..... الخ۔ [پھر آگے ایک حدیث اور شعر لکھا]۔

جواب: یعنی مفتی حماد صاحب کے نزدیک یہاں نبی پاک ﷺ سے شفاعت (سفارش) طلب کی گئی یعنی قیامت میں آپ ﷺ ہماری شفاعت فرمائے گا۔ لیکن اس مسئلے پر تو بحث ہی نہیں کہ شفاعت و سفارش کا ذکر ہے کہ نہیں بلکہ ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کو پکارا جا رہا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ پکار پکار کر آپ ﷺ سے فریاد کی جا رہی ہے۔ اب اگر محض سفارشی سمجھ کر ہی پکارا جائے تو اس کے بارے میں علماء دیوبند کا کیا فتویٰ ہے ملاحظہ کیجیے۔ علماء دیوبند کے بہت بڑے علامہ و مولانا غلام اللہ خان کا حوالہ (سوال و جواب) ملاحظہ کیجیے۔

سوال: اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ شرک ہے؟ **جواب:** یہ بھی شرک ہے، مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے (جواہر القرآن صفحہ ۱۲۲، بحوالہ ندائے یار رسول اللہ ﷺ صفحہ ۹ فیض احمد اویسی)

لہذا اگر محض شفاعت ہی کا عقیدہ رکھا گیا لیکن یہ تو قطعی طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو پکارا جا رہا ہے۔ لہذا وہابیوں یہ بتاؤ کہ نبی پاک

ﷺ سے شفاعت طلب کرنے کی غرض سے آپ ﷺ کو پکارنا کیا جائز ہے؟ کیا اس عقیدہ کی بنا پر آپ ﷺ کو پکار سکتے ہیں۔ یجوز للوہابی مالا یجوز لغيرہ۔ (وہابی کیلئے وہ سب جائز ہے جو دوسروں کیلئے ناجائز ہے)۔ ہم نے مفتی حماد کے اپنے دیوبندی بزرگ (غلام اللہ خان) کا فتویٰ بیان کر دیا کہ ایسا عقیدہ بھی شرک ہے۔ لہذا مفتی حماد صاحب کی یہ تاویل بھی کچھ کارآمد ثابت نہ ہوئی۔

..... تاویل نمبر 2 کا جواب ❦

تاویل: دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کی نجات کا مدار آپ ﷺ کی اتباع پر کر دیا ہے جو آپ ﷺ کی پیروی کریں گے وہ پارلگ جائیں گے ورنہ ڈوب جائیں گے۔

جواب: نامعلوم یہ کون سی بات کا جواب ہے؟ اور اس موضوع پر بحث ہی کس نے کی؟ مفتی صاحب ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں بس صفحے کالے کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے جواب دے دیا۔ خواہ ”سوال چنا جواب گندم“ ہی کیوں نہ ہو۔ پھر بے شک یہ بات حق ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اتباع ضروری ہے لیکن گناہ گاروں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ذرا حاجی صاحب کے اشعار پڑھئے۔

گنہگاروں کو جب تم بخشوا یا رسول اللہ ﷺ

تم اب چاہو ہنسنا و یا رلاؤ یا رسول اللہ ﷺ

ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ ﷺ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم

تو ان اشعار میں تو گناہ گار امتیوں کی بات کی جا رہی ہے لیکن دیوبندی مفتی صاحب شفاعت رسول ﷺ کو محض نیکوں کا روں تک محدود کرنے کے چکر میں ہیں۔ بحر حال اصل مسئلہ تو یہ درپیش تھا کہ سنت رسول کے تابع حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک ﷺ کو ندائیہ کلمات سے پکار، آپ ﷺ سے رحم و کرم کی فریاد کی۔ لہذا ان کی ایسی فریاد و پکار شرک ہے کہ نہیں؟ اصل گفتگو تو صرف اتنی تھی لیکن مفتی صاحب نے خواہ مخواہ عوام الناس کو الجھا کر اپنا برہم قائم رکھنے کی کوشش کی۔

..... تاویل نمبر 3 کا جواب ❦

تاویل: قرین قیاس ہے کہ حاجی صاحب نے یہ اشعار مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف پر کہیں ہیں.....۔

جواب: اگر بلفرض مفتی صاحب کی یہ بات مان بھی لی جائے تو پھر بھی اعتراض ختم نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا نبی پاک ﷺ کی قبر پر جا کر آپ ﷺ سے فریاد و استغاثہ کرنا (آپ ﷺ کو مشکل کشاء و حاجت رواء، فریاد درس ماننا) مسلک دیوبند میں جائز ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر یہ ہیرا پھیری کیوں؟ خود مفتی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دیکر یہ ثابت کر دیا کہ مفتی صاحب کے نزدیک روضہ انوار پر حاضر ہو کر بھی حضور ﷺ سے فریاد نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ جواز صرف آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرنے کے بارے میں ہے، اور اہل انصاف جانتے ہیں کہ یہاں حضور ﷺ کو

خطاب کر کے آپ ﷺ سے فریاد کی جارہی ہے۔

اور پھر جناب حاجی صاحب کے صرف انہی دو اشعار ہی کی تو بات نہیں ہے بلکہ بے شمار اشعار ایسے موجود ہیں جن میں صاف اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں نہیں بلکہ دور دراز (ہند) میں بیٹھے یا رسول اللہ ﷺ کہہ کہہ کر فریاد کر رہے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ کیجئے

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے	کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
ہند میں گرم تپش یوں دل مضطر ہے مدام	دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے
مجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب	زہے قسمت جو سفر سوائے مدینہ ہووے
جب کہیں قافلے والے کہ مدینہ کو چلو	شوق میں پھر تو مرار اور ہی نقشہ ہووے
سن کس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب	فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے۔

(کلیات امدادیہ، نالہ امداد غریب صفحہ 90)

لہذا ان اشعار کا لفظ لفظ بتا رہا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ہند میں رہتے ہوئے حاضری کی تمنا کر رہے ہیں اور اس سے اگلے اشعار ملاحظہ کیجئے جس میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں التجاء و فریاد کی جارہی ہے۔

یاد رسول کبریا فریاد ہے محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے	آپ کی ملا ہو یا نبی ﷺ حل ہوتا ہے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل	اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
یا نبی ﷺ احمد کو در پر لو بلا	اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ، نالہ امداد غریب صفحہ 91)

ایک تو ان اشعار سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ امداد اللہ مہاجر کی صاحب روضہ رسول پر موجود نہیں تھے بلکہ دور بیٹھے فریاد کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو پکار پکار کر فریاد کر رہے تھے کہ یا نبی ﷺ مجھے در پر بلا لیجئے۔ دوسرا یہاں بالکل واضح الفاظ ”فریاد و امداد“ کے موجود ہیں۔ لہذا اب کسی قسم کی لغوی تاویل کی ہیرا پھیری بھی نہیں چل سکتی۔

☆ اس سے آگے دوسری مناجات میں بھی دور دراز سے فریاد و التجاء پر مبنی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی ﷺ	دل ہو غم سے دوپارا یا نبی ﷺ
درد ہجران کے سبب مجھ سے کیا	صبر و طاقت نے کنار یا نبی ﷺ
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں	درد بدریاں مرار مارا یا نبی ﷺ

(کلیات امدادیہ، نالہ امداد غریب صفحہ 91)

لہذا ہم پھر کہتے ہیں کہ بتائے حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ مشرک ہوئے کہ نہیں؟ یہاں نبی پاک ﷺ سے فریاد بھی کی جارہی ہے، آپ ﷺ کو یا رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے مدد کیلئے پکارا بھی جارہا ہے اور مشکل کشا بھی مانا گیا اور وہ بھی ان معنوں میں کہ آپ مشکلات میں پھنسنے ہوئے امتیوں کی فریاد دہی اور مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ کوئی لغوی معنی بھی یہاں مراد نہیں لی گی۔

..... مفتی حماد کی عجیب و غریب تاویل ❦

تاویل : ”کسی موحد کا یا علی کہنا اور معنی رکھتا ہے اور شرکانہ ذہن والے کا اور۔ موحد تو یا علی سے مراد اللہ لے گا کہ اللہ تعالیٰ کا نام علی بھی ہے ”وہو العلیٰ العظیم“ اور مشرک مراد حضرت علیؑ لے گا (راہ سنت ۵۶)

الجواب : مفتی حماد نے وہ بات [استدلال] کی ہے جو چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ چلئے یہی بات آپ زیادہ نہیں تو کم از کم اپنے دیوبندی مسلمہ اکابرین کی کتب سے بحوالہ پیش کر دیجئے۔ کہ موحد جب یا علی کہے گا تو اس سے مراد اللہ لیا جائے گا اور (بقول آپ کے سنی) مشرک مراد لے گا تو حضرت علی ہوگا۔ پہلے تو ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ شخص (امداد اللہ مہاجر کی) جو قبروں سے فیض و امداد کا قائل ہو، آنے دو آنے ملنے پر یقین رکھتا ہو، مقدس مشائخ کی روحوں سے امداد و فیض کا قائل ہو، اولیاء اللہ کے لئے علم غیب کا قائل ہو، نبی پاک ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے امداد طلب کرتا ہو، کیا وہ اب تک موحد ہی ہے؟

آئیے اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ موحد جب ”یا علی“ کہے تو کیا مراد لی جاتی ہے؟ اور پھر یہاں بھی فتویٰ لگائیے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ”جواہر خمسہ“ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا وظیفہ کرتے تھے (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۱۳۸) اور اسی جواہر خمسہ میں یہ ناد علی والاعمل بھی ہے کہ ”ناد علیا مظهر العجائب تجده عوناً لک فی التوائب کل ہم و عم سینجلی بو لا یتک یا علی یا علی یا علی“، یعنی پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب تو انھیں پکارے گا تو انھیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا پریشانی و رنج ابھی (یعنی فوراً) دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (جواہر خمسہ)

اسی لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو بعد الوصال بھی یہ مدد ثابت کرتے ہوئے ناد علی پر عمل کرتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ شاہ ولی اللہ موحد تھے کہ نہیں؟ یقیناً تھے تو پھر انہوں نے آپ جیسے نام نہاد موحد کے مقابلے میں شرکانہ معنی (بقول مفتی حماد) کیوں مراد لیے؟ اور آپ کے فتوے سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مشرک یا شرکانہ ذہنیت والے قرار پائے کہ نہیں؟

..... مفتی حماد کی تاویل کا دوسرا جواب ❦

☆ پھر جناب آپ یہاں ہی یہ کلیہ استعمال کیوں کرتے ہیں؟ آپ کے مذہب میں تو غیر اللہ کے لئے مشکل کشاء ہی نہیں بلکہ ”غوث اعظم“ کا لفظ بھی ایمان کے لئے زہر قاتل ہے کہ نہیں؟ تو جب کوئی آپ جیسا نام نہاد موحد لفظ ”غوث اعظم“ کہے گا تو کیا یہ کہا جائے کہ وہ موحد یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کر رہا ہے؟

اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو آپ کے مسلک کی درجنوں کتابوں میں ”غوث اعظم“ کا لفظ اولیاء کرام کیلئے استعمال کیا گیا تو معاذ اللہ شتم معاذ اللہ نتیجہ نہایت خطرہ ناک ثابت ہوگا۔ اور اگر آپ شرکانہ ذہنیت (بقول آپ کے) پر عمل پیرا ٹھہرے تو بتائے کہ آپ کی نام نہاد توحید پر کچھ فرق پڑا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ پھر جب آپ اتنے بڑے کٹر قسم کے موحد ہیں اور ”یا علی“ سے مراد آپ اللہ عز و جل ہی کو لیتے ہیں تو آپ کی مساجد، تقاریر، جلسوں، اجتماعات

میں ”یا علی“ کا نعرہ کیوں نہیں لگتا۔ اور نعرہ تکبیر میں اللہ اکبر کی بجائے ”یا علی“ کی صدا و گونج آج دن تک کیوں بلند نہیں ہوئی؟ یا پھر چودہ سو سال کی تاریخ میں سے آپ ہمیں کہیں یہ دیکھا سکتے ہیں کہ نعرہ تکبیر کے جواب میں ”یا علی“ کہہ کر جواب دیا گیا ہو؟ اور یہ مراد لی گئی ہو جو آج آپ نے لی ہے؟ انشاء اللہ عز و جل ہر گز نہیں دیکھا سکتے۔

☆ جناب سے گزارش یہ ہے کہ عرف و محاروں کا اعتبار کی اہمیت آپ کے ہاں مسلم و رائج ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پھر آپ کے استدلال ایک لطیفہ کے سواء کچھ نہیں۔ اور اگر آپ کہتے ہیں کہ کچھ اعتبار نہیں تو جب ایک شخص مسجد میں یا مدر سے یا کہیں بھی کسی کو ”یا مولانا صاحب“ کہہ کر مخاطب ہو تو آپ کا ذہن کہا جائے گا؟ چلے آپ کو ہی کوئی دور سے پکار سنائی دے کہ یا مولانا۔ تو کیا آپ فوراً رک کر اسکی طرف متوجہ نہیں ہوں گے کہ شاہد وہ مجھے بلا رہا ہے؟ اب اگر کوئی کہے کہ نہیں جو کوئی موحد ”یا مولانا“ کہے تو اس سے مراد اللہ لیا جائے گا اور اگر کوئی مشرک کہے تو مولانا (کوئی دیوبندی) مراد لیا جائے گا کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ ”هُوَ مَوْلَانَا“۔ وہ [اللہ] ہمارا مولانا ہے (پارہ ۱۰، اتوبہ ۵۱) یا پھر یہ حدیث پیش کر دے کہ حضور ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ ابوسفیان کو جواب دو ”قَالَ قَوْلُوا: اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ“، اللہ ہمارا مولانا (مددگار) ہے اور تمہارا مددگار کوئی نہیں۔ (صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 147 کتاب الجہاد والسير باب 207 حدیث نمبر 287) اور یہ استدلال کرے کہ جیسا کہ آپ نے کیا تو ایسا استدلال جہالت و گمراہی قرار دیا جائے گا کہ نہیں؟

آپ وہابی لوگ خود کو توحید کا ٹھیکدار سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی ”یا مولانا“ کہے تو فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ہم ہی ”مولانا“ ہیں یہاں آپ کیوں نہیں کہتے کہ ”مولانا“ صرف اللہ ہی ہے۔ لہذا لوگوں کے اذہان میں جو یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ دو چار دینی کتابیں پڑھنے والا مولانا ہے یہ کھلا شرک ہے۔ پس پتہ چلا کہ آپ کی توحید کا سبق ہی امت مسلمہ سے الگ اور خود ساختہ ہے۔ ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ ایسی تاہلیں اور کفر، شرک کے فتوے سب من گھڑت اور مذہب وہابیہ کی پیداوار ہیں۔

﴿پانچویں تاویل حاجی صاحب سے غیر مقلدوں والا سلوک﴾

تاویل: ”اگر ظاہر ان اشعار کو رکھا جائے اور تاویل نہ کی جائے..... ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحب کے مقلد ہیں تحقیقات فقہیہ (شریعت) میں نہیں (راہ سنت ۵۶)

الجواب: اس بات کو جواب تو پہلے ہی ہو چکا تاہم عرض ہے کہ یہاں آ کر تو مفتی حماد نے غیر مقلدیت کا ثبوت دیا۔ جس طرح غیر مقلدوں سے جب کچھ جواب نہیں بنتا تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان کے مقلد نہیں لہذا ان کی بات ہمارے لیے حجت نہیں۔ مفتی حماد دیوبندی بھی غیر مقلدیت سے متاثر نظر آتے ہیں اور ان ہی کی عقل و فہم ہے جو ایسا جواب دے سکتے ہیں ورنہ کیا وہابی شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ اگر کوئی شخص کفر و شرک کرے تو اس کے تصوف میں مرید بن بیٹھنا لیکن شریعت میں اس کے عمل کے خلاف فتوے دینا؟ اور کیا معاذ اللہ تصوف اس چیز کا نام ہے جو شریعت کے خلاف ہو؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ غیر مقلدیت کے جراثیم دیوبندیت میں سرایت کر چکے ہیں۔ جو ایسی باتوں پر اتر آئے۔ لہذا مفتی صاحب کی یہ تاویل بھی محض ہیرا پھیری ہے حقیقت میں کچھ وزن نہیں رکھتی۔

تاویل: ”ان اشعار میں ندائے یا رسول اللہ ﷺ ایسے ہی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو محبت میں یاد کرتی ہے حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ بیٹا یہاں نہیں ہے..... الخ (راہ سنت ۵۶)

الجواب: نبی پاک ﷺ کو عام جنس پر قیاس کرنا ہی جہالت و بدبختی کی پہلی سیڑھی ہے۔ ماں تو جانتی ہے کہ میرا بچہ نہیں سن سکتا کیونکہ یہ عام بچہ ہے اور اس کی قوت سماعت و بصارت محدود ہے لیکن نبی پاک ﷺ کی بلند و بالا قوت سماعت و بصارت پر قرآن و احادیث کے واضح دلائل موجود ہیں

فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

لہذا وہابیوں کا یہ قیاس ہی جہالت و لاعلمی یا ضد و ہٹ دھرمی ہے۔ ایسی جھتیں کر کے کمالات و خصائص نبوی ﷺ کا انکار کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ ماں کو تو وہ کمالات و خصائص ہی حاصل نہیں جو نبی پاک ﷺ کو عطا فرمائے گئے ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کو اس پر کیونکر قیاس کر سکتے ہیں یہ قیاس شیطانی قیاس ہے۔ شیطان نے خود کو حضرت آدم علیہ السلام پر قیاس کیا۔ حالانکہ وہ شیطان تو ادنیٰ و ذلیل ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اعلیٰ و افضل تھے (اور ہیں)۔

لہذا جب کسی قسم کی برابری ہی نہیں تو قیاس ہی باطل ٹھہرا۔ لیکن جب کوئی ضد و ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو اس کا کچھ علاج نہیں، خواہ وہ کالے دیسی کوئے کو بھی حلال و کار ثواب ثابت کرنے کی لا حاصل سعی کرتے بھی نہیں روکتے۔

وما علینا (البلاغ) (المبیں)۔

(احمد رضا سلطانپوری فاضل دیوبند)

nusratulhaq92@gmail.com

www.islamimehfil.com A Sweet Madani Community

ISLAMIMEHFIL

اشیاء محفلات

www.fb.com/islamimehfil

designed by: www.fb.com/asifartoo

Encyclopedia On Deobandi Mazhab دیوبندیت کی حقیقت جاننے کیلئے بہترین سائٹ

دیوبندی مذہب

www.deobandimazhab.com



محترم مولانا حماد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے وسائل اور افراد کی قلت کے باوجود ”راہ سنت“ جیسے عظیم الشان رسالہ کا اجراء کیا جس نے یقیناً اہل بدعت کی نیندیں حرام کر دی ہوں گی۔ شنید ہے کہ اس کی تقریباً ساری کاپیاں ختم ہو چکی ہیں اللہ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔ اللھم زد فرزد۔

میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں بریلویوں نے اپنی عادت کے مطابق علمائے دیوبند کی عبارتوں سے متعلق شدید پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ بریلویوں نے حضرت حاجی ادا اللہ مہاجر کی صاحب کی کتاب ”کلیات امدادیہ“ کے چند اشعار پیش کیے ہیں جن کا تحریری جواب مطلوب ہے۔

(۱) دور کر دل سے حجاب حیل و غفلت میرے رب

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(کلیات امدادیہ ص ۱۰۳)

(۲) جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ

(کلیات امدادیہ ص ۲۰۵)۔

(۳) پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

(ایضاً ص ۲۵۱)

جواب عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔ محمد طلحہ صدیقی۔ قصور۔

محترم مولانا طلحہ صدیقی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں سرخرو کرے (آمین) آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ رسالے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ رسالے کو جس طرح علماء اور طلباء کے طبقے میں پذیرائی ملی بندہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ قلیل مدت میں رسالہ ختم بھی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے آپ کے توجہ دلائے گئے امور کی وضاحت عرض کرتا ہوں آپ نے اپنے پہلے سوال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی اس شعر میں استعمال ہونے والے لفظ ”مشکل کشا“ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ تم اولیاء اللہ کو تو مشکل کشا مانتے نہیں اور حضرت حاجی صاحب حضرت علیؑ کو مشکل کشا لکھ رہے ہیں۔

جواب سے پہلے چند اصول سمجھئے۔

۱۔ کسی بھی کلام کے معنی اور مطلب صاحب کلام کے تابع ہوتے ہیں یعنی کلام کے معنی کی تعیین میں صاحب کلام کی شخصیت اور نیت کو دخل ہوتا ہے اسی کو دیکھ کر حکم لگانا چاہیے۔

علماء اہل سنت ہمیشہ اس اصول کو اپناتے چلے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جیسے تشدد بزرگ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے کلام میں جا بجا تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں جلد نمبر ۱۰ کے درج ذیل صفحات ملاحظہ کیجئے ص ۲۱۰، ۲۲۲، ۳۳۹، ۳۹۰۔

اسی طرح ان کے شاگرد حافظ ابن قیمؒ نے مدارج السالکین میں مولف منازل السائرین، شیخ الاسلام ہر وی صوفی کے کلام کی جگہ جگہ تاویل کی ہے۔ صرف اسی وجہ سے کہ یہ حضرات متبع شریعت و سنت بزرگ تھے۔ حدیث میں ایک شخص کا تمثیلی واقعہ آیا ہے جس کا اونٹ گم ہو جانے کے بعد جب ملا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ یا اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا، اگر یہی جملہ کوئی لکھ کر مفتی کو بھیجے تو مفتی کفر کا فتویٰ لکھے گا حالانکہ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشی کی مثال میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر صاحب کلام کو دیکھیں تو پتا چلے گا کہ اس نے یہ کلمہ کس حالت میں منہ سے نکالا ہے اور

تب مفتی صاحب کا فتویٰ بدلے گا۔ پس خوب سمجھ لیں کہ کلام کے معنی متعین کرنے کے لیے صاحب کلام اور اس کی نیت کو دیکھا جائے گا۔ اگر کسی پابند شریعت بزرگ سے کوئی ایسا کلام صادر ہو، جو بظاہر شریعت سے ٹکراتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی توجیہ کریں گے۔ علمائے اہلسنت کے نزدیک کوئی بھی توجیہ بظاہر ممکن نہ ہو تب بھی اس قسم کے کلمات کو ”شیطانیات“ کہہ کر ان حضرات کو معذور قرار دیا جائے گا۔ مگر اس قسم کے کلمات پر عقیدے کی بنیاد قطعاً اور تائید نہ ہوگی۔ جیسے شیخ بایزید کا ”سبحانی ما اعظم شأنی“ کہنا اور کسی بے دین کا کہنا زمین و آسمان کا فرق رکھتا ہے۔ منصور حلاج کا ”انا الحق“ کہنا اور ہے اور کسی ملحد کا ”انا الحق“ کہنا اور۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مکتوبات میں شیخ یحییٰ منیریؒ کی طرف منسوب ایک قول کہ سالک جب تک کافر نہ ہو مسلمان نہیں ہوتا اور جب تک اپنے بھائی کا سر نہ کاٹے مسلمان نہیں ہوتا، کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”صوفیا اپنی دید کے انداز کے مطابق سکر اور غلبہ حال کے وقت اس قسم کی بہت سی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ ان کو ظاہر پر محمول نہ جانتا چاہیے بلکہ ان کی توجیہ میں مشغول ہونا چاہیے کیونکہ مستوں کی کلام ظاہر سے پھیر کر توجیہ سے معلوم کیجاتی ہے چونکہ آپ نے یہ مقرر کرنے والی باتیں ایک بزرگ سے نقل کی ہیں اس لیے ان کے حل میں کچھ لکھا گیا۔ (مکتوب ۳۳ حصہ سوم)

آپ خط کشیدہ تحریر پر غور فرمائیے، صاف لکھ رہے ہیں کہ یہ تاویل اس لیے کر رہا ہوں کہ صاحب کلام متبع شریعت بزرگ ہیں۔

مگر اہل بدعت عرف اور ظاہر کا اعتبار کرتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک نیت معتبر نہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے اور محدثین نے اس حدیث کو خبر متواتر لکھا ہے ”انما الاعمال بالنیات“ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

اسی طرح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جب ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ”ما احب ان یبتی مطلب بیت رسول اللہ ﷺ“ تو نبی ﷺ نے ان سے نیت دریافت کی حالانکہ بظاہر مطلب غلط بنتا ہے اس حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کلام کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے آپ بخوبی

جانتے ہی ہیں کہ ”انبیاء الریح البقل“ کا جملہ مسلمان کہے تو کیا حکم ہے اور یہی جملہ دہریہ کہے تو کیا حکم ہے۔ جملہ ایک ہے مگر صاحب کلام سے کلام کا مطلب بدل جاتا ہے۔ **مفرد کا لفظ کوئی منطقی بولے تو مطلب اور مراد لیا جائیگا، کوئی صرفی کہے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا اور اگر نحوی بولے تو مطلب اور۔ حالانکہ لفظ ایک ہی ہے۔ امید ہے کہ وضاحت کافی ہوگی۔**

اب سوال کی طرف آئیے۔ حضرت امداد اللہ مہاجر کی کا حضرت علیؑ کو مشکل کشا کہنے کا مطلب اور ہے اور کسی مشرکانہ ذہن رکھنے والے کا مشکل کشا کہنا اور مطلب رکھتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا امام کہنا اور معنی رکھتا ہے اور ہمارا لفظ امام کہنا اور مطلب رکھتا ہے۔ امام کا لفظ ہم اہلسنت بھی استعمال کرتے ہیں مگر ہماری مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ لفظ ایک ہی ہے مگر استعمال کرنے والے کی وجہ سے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اب شیعہ کہیں کہ دیکھو اگر ہمارے بارہ امام ہیں جن کے پاس ہر قسم کے اختیارات ہیں حتیٰ کہ کسی آیت کو منسوخ کرنے کے بھی تو تم لوگ بھی تو امام ابوحنیفہؒ کہتے ہو تو ہم یہی عرض کریں گے کہ ہم امام کا معنی راہنما لیتے ہیں اور آپ حضرات امام بمعنی نبی کرتے ہو۔

ہمارا امام کہنا اور ہے اور تمہارا امام کہنا اور۔ بالکل اسی طرح حضرت حاجی صاحبؒ کا مشکل کشا کہنا اور ہے اور کسی مشرکانہ ذہن رکھنے والے کا کہنا اور۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے مشکل کشا کے لفظ کا لغوی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے کہا ہے۔ یعنی اشکال کو کھولنے والا، علمی مسائل حل کرنے والا اور انہیں کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؑ علمی اشکالات کو کھولنے والے تھے یاد رکھیں کہ کسی موحّد کا یا علیؑ کہنا اور معنی رکھتا ہے اور مشرکانہ ذہن والے کا اور۔ موحّد تو یا علیؑ سے مراد اللہ لے گا کہ اللہ تعالیٰ کا نام علیؑ بھی ہے ”وہو العلیٰ العظیم“ اور مشرک مراد حضرت علیؑ لے گا۔ چینی شوگر کے مریض کو تو منع کی جائے گی مگر تندہ دست آدمی کے لیے کوئی حرج نہیں۔

۲۔ اس کا دوسرا جواب یہ ممکن ہے کہ اگر کلام کو ظاہر پر محمول کیا جائے (بقول حضرات بریلوی کے) تو یہ شریعت کی تعلیمات سے ٹکرانے کی وجہ سے شیطیات میں داخل ہو جائے گا۔ جس سے استدلال ان حضرات کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

۳۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت حاجی صاحب کا ذاتی حال تھا اعتبار شریعت کا ہوگا۔ جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حاجی امداد اللہ کے فیصلہ مفت مسئلہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا ”کہ ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحبؒ کے مقلد ہیں نہ کہ تحقیقات فقیہہ میں“۔
آپ کا دوسرا سوال اس شعر سے متعلق ہے۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
پس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ
اس شعر میں بریلوی حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ معرکہ میں نیز ندائے یا رسول اللہ ﷺ بھی جائز ہے اس قسم کا شعر آپ کے تیسرے سوال میں مذکور ہے۔

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ ﷺ
اس شعر پر بھی بریلویوں کے وہی اعتراضات ہیں لہذا بندہ بعون اللہ تعالیٰ دوسرے اور تیسرے سوال کے ممکنہ جواب عرض کرتا ہے۔ جوابات سے پہلے پھر مندرجہ بالا اصولوں کو ذہن میں رکھنے کی گزارش کروں گا کہ صاحب کلام کی شخصیت سے کلام کی مراد کی تعیین و توجیہ کی جاتی ہے نیز کلام کا سیاق و سباق دیکھنا بھی بے حد ضروری ہوتا ہے۔
جواب نمبر ۱:

یہاں ان اشعار میں مراد درخواست شفاعت ہے کہ اللہ نے امت کی نجات اور حساب و کتاب کا آغاز آپ ﷺ کی شفاعت پر کر دیا ہے۔ جس سے آپ ﷺ روز قیامت نظر ہٹالیں گے وہ تباہ ہو گیا یہی مراد ہے ڈبوں نے اور پار لگانے سے۔

چنانچہ بخاری شریف میں تین چار جگہ حدیث شفاعت آئی ہے لوگ پریشان ہوں گے کہ حساب و کتاب شروع ہو۔ سب انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے پھر آپ ﷺ کے ہی سبب حساب و کتاب شروع ہوگا پھر دوسری حدیث میں شفاعت کی تفصیل آئی ہے چنانچہ آپ ﷺ امت کی شفاعت فرمائیں گے اس مذکورہ بالا جواب کی تائید اس شعر سے بھی ہوتی ہے جسے حاجی صاحب نے ان اشعار سے پہلے لکھا ہے۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یار سول اللہ ﷺ
حضرت حاجی صاحب اس کو دوسرے شعر میں شفاعت امت کے لحاظ سے اور تیسرے شعر میں اپنی شفاعت کے درخواست کے لحاظ سے پیش کر رہے ہیں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کی نجات کا مدار آپ ﷺ کی اتباع پر کر دیا ہے جو آپ ﷺ کی پیروی کریں گے پارلگ جائیں گے ورنہ ڈوب جائیں گے۔

۳۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ قرین قیاس ہے کہ حاجی صاحب نے یہ اشعار مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف پر کہیں ہیں جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہ اشعار ”گزار معرفت“ کے ہیں جس کے جامع نے شروع میں حضرت حاجی صاحب کے تعارف میں لکھا ہے ”الہی مورد“ جس سے پتہ چلتا ہے کہ گزار معرفت مکہ مکرمہ ہجرت کرنے کے بعد لکھی گئی ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت حاجی صاحب نے مدینہ منورہ حاضری میں یہ اشعار کہے ہوں اور ان اشعار کے ذریعے سے درخواست کی ہو کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ روز قیامت آپ کچھ لوگوں کو دیکھ کر منہ موڑ لیں گے، کچھ کو دیکھ کر خوش ہوں گے جن کو دیکھ کر خوش ہوں گے وہ کامیاب ہو جائیں گے پس میری نجات کا مدار اسی معنی میں آپ ﷺ پر ہے کہ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوں گے یا ناراض؟

۴۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک نبی ﷺ سے روضہ اقدس پر حاضری کے وقت دعا کی درخواست کرنا بالکل جائز ہے مگر آپ ﷺ سے دعا مانگنا جائز نہیں (ماخوذ از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۴) یعنی اپنے لیے یہ عرض پیش کرنا کہ آپ ﷺ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یہ جائز

صورت ہے اور یوں کہنا کہ آپ ﷺ میری حاجت پوری کر دیں مثلاً مجھے اولاد دے دیں یا رزق دے دیں یا شفا دے دیں تو یہ درست نہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ ہندیہ ص ۲۶۶ ج ۱، مراغی الفلاح ص ۳۰۷، ۳۰۶)۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے اشعار بھی درحقیقت مواجہہ شریف پر نبی ﷺ سے دعا کی درخواست پر مبنی ہیں یعنی کشتی کنارے پر لگانے اور پار لگانے سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ میرے حق میں اللہ کے حضور دعا کر دیں تو میرا بیڑہ پار ہے اور اگر آپ ﷺ نے میرے حق میں دعا نہ کی تو میری کشتی ڈوب جائے گی۔

۵۔ پانچواں جواب وہی ہے کہ اگر ظاہر پر ان اشعار کو رکھا جائے اور تاویل نہ کی جائے بقول بریلوی حضرات کے تو بھی حضرت گنگوہیؒ کا قول کہ ہم تصوف میں حضرت حاجی صاحبؒ کے مقلد ہیں تحقیقات فقہیہ میں نہیں نیز ان اشعار میں ندائے یار رسول اللہ ﷺ ایسے ہی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو محبت میں یاد کرتی ہو حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ بیٹا یہاں نہیں ہے۔ جبکہ بریلوی حضرات نبی ﷺ کو حاضر اور عالم الغیب سمجھ کر ندا کرتے ہیں جو ناجائز ہے۔ موحّد کا یا رسول اللہ کہنا اور ہے اور مشرک کا یا رسول اللہ کہنا اور ہے تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

☆.....☆.....☆